رسول اللہ ﷺ کے موئے مبارک

از: مولانا مفتی عمر فاروق لوہاروی
شیخ الحدیث دارالعلوم لندن

(آج کل بعض اشخاص کا کہنا ہے، کہ رسول اللہ ﷺ کے بطورِ تبرک جو موئے مبارک ان کے پاس ہیں، وہ بڑھتے اور زیادہ ہوتے ہیں۔ اس تناظر میں زیرِ نظر مضمون تحریر کیا گیا ہے)

رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر یوم النحر میں منیٰ میں تشریف لاکر جمرۂ عقبہ کی رمی کے بعد اونٹوں کی قربانی کی، اس کے بعد مشہور اور صحیح قول کے مطابق معمر بن عبداللہ العدوی رضی اللہ عنہ سے اپنے سرِ مبارک کا حلق کرایا، پھر موئے مبارک تقسیم فرمائے، ''صحیح مسلم'' وغیرہ میں ہے:

عن ابن مالك؛ أن رسولَ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم أَتٰى مِنٰى. فأتٰى الجمرةَ فرماها. ثم أتٰى منزلَهٗ بِمنٰى ونَحَرَ. ثم قال للحلّاق: خذ وأشارَ إلى جانِبِهِ الأيمنِ. ثم الأيسرِ. ثم جَعَلَ يُعطِيهِ الناسَ. (صحيح مسلم بشرح النووي، ص:٤٥، ج:٩ كتاب الحج، باب بيان أن السنة يوم النحر أن يرمي الخ)

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منیٰ آمد کے بعد جمرہ کے پاس تشریف لاکر، اس کی رمی کی، پھر منیٰ میں اپنی اقامت گاہ تشریف لائے اور قربانی کی۔ پھر حلاق سے فرمایا: لو، اور اپنے سر مبارک کی دائیں جانب اشارہ فرمایا۔ پھر (اسی طرح) بائیں جانب۔ پھر وہ موئے مبارک (حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے واسطے سے) لوگوں کو دینے لگے۔''

عن انس بن مالك؛ أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم رمٰى جمرةَ العقبةِ. ثم انصرفَ الى البُدن فَنَحَرَها والحجامُ جالسٌ، وقال بيدهٖ عن رأسِهٖ، فحَلَقَ شِقَّهٗ الأيمنَ. فقَسَّمهٗ فِيمَنْ يَلِيهِ. ثم قال: أحلِقُ الشِّقَّ الآخَرَ. فقال: أينَ أبوطلحةَ؟ فأعطاهُ اِيَّاهُ. (صحيح مسلم بشرح النووي، ص:٤٦، ج:٩ كتاب الحج، باب بيان أن السنة يوم

النحر أن يرمي الخ)

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے جمرۂ عقبہ کی رمی کی، پھر اونٹوں کی طرف تشریف لے گئے اور ان کا نحر کیا، حجام صحابی بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے اپنے دستِ مبارک سے سر (کی دائیں جانب حلق) کے لیے اشارہ فرمایا، تو انھوں نے آپ کے سرِ مبارک کی دائیں جانب حلق کیا، آپ نے ان بالوں کو اپنے قریب لوگوں میں (حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے واسطے سے) تقسیم فرمایا، پھر حجام صحابی سے فرمایا: دوسری جانب حلق کرو۔ (انھوں نے بائیں جانب حلق کیا) پھر آپ نے دریافت فرمایا: ابوطلحہ کہاں ہیں؟ (حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے) پس آپ نے وہ موئے مبارک ان کو دیئے۔''

صحیح بخاری میں ہے:

عن انسؓ؛ أن رسولَ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم لما حَلَقَ رأسَه كان ابو طلحةَ اوّلُ من اَخذَ من شعرِه. (صحيح بخارى، ص:۲۹، ج:۱ كتاب الوضوء، باب الماء الذي يغسل به شعر الانسان)

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب اپنے سرِ مبارک کا حلق کرایا، تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ آپ کے موئے مبارک لینے والوں میں اوّل تھے۔''

اس امر میں روایات مختلف ہیں کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے سرِ مبارک کی دائیں جانب کے موئے مبارک دیئے تھے یا بائیں جانب کے؟ شیخ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے ''زاد المعاد'' (ص:۲۵۳،۲۵۴ دارالکتب العلمیہ ۔سن طباعت: ۲۰۰۷ء) میں اس پر قدرے تفصیل کے ساتھ کلام کیا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی اور علامہ عینی رحمہما اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے دونوں جانبوں کے بال حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو دیئے تھے، پھر دائیں جانب کے بال حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے آپ کے حکم سے لوگوں میں تقسیم کردیئے تھے اور بائیں جانب کے بال آپ ہی کے حکم سے اپنی اہلیہ حضرت ام سُلیم رضی اللہ عنہا کو دے دیئے تھے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ ''الاصابۃ'' میں ''حضرت جُعشم الخیر رضی اللہ عنہ'' کے تعارف میں فرماتے ہیں:

وجُعشم الخير (رضى اللّٰه عنه) بايع تحت الشجرة، وكساه النبى صلى اللّٰه

عليه وسلم قميصَه ونعلَيهِ، وأعطاهُ مِن شعرهِ (صلى الله عليه وسلم). (الاصابة في تمييز الصحابة، ص:۲۳۶، ج:۱)

''حضرت جُعشم الخیر رضی اللہ عنہ نے (حدیبیہ میں) درخت کے نیچے (رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر) بیعت کی، اور نبی ﷺ نے ان کو اپنا کرتا مبارک، نعلینِ مبارک اور اپنے کچھ موئے مبارک عنایت فرمائے تھے۔''

رسول اللہ ﷺ کا موئے مبارک تقسیم فرمانے کا راز

رسول اللہ ﷺ نے اپنے موئے مبارک حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں کیوں تقسیم فرمائے تھے؟ اس سلسلہ میں علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَاِنّما قسَّم شعرَه في اصحابه لِيكونَ بركةً باقيةً بينَهم وتذكرةً لهم، وكأنَّه أشارَ بذلك إلى اقترابِ الأجل. (شرح العلامة الزرقاني على المواهب اللدنية، ص:۱۹۶، ج:۸، دارالمعرفة، بيروت)

''رسول اللہ ﷺ نے اپنے موئے مبارک اپنے اصحاب میں اس لیے تقسیم فرمائے، تاکہ وہ ان میں بطور برکت اور یادگار رہیں اور اسی سے گویا آپ ﷺ نے قربِ وصال کی طرف اشارہ فرمادیا۔''

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

حضور ﷺ کا اپنا بالِ مبارک تقسیم کرنا، اپنی تعظیم وعبادت کے لیے نہ تھا؛ بلکہ صحابہؓ کی محبت پر نظر کرتے ہوئے ان کے نزاع وقتال کے رفع دفع کرنے کے لیے تھا، اگر آپ ﷺ اپنے بالوں کو دفن کراتے، تو یقیناً صحابہؓ زمین سے ان کو نکالنے کی کوشش کرتے، اور عجب نہیں کہ قتال کی نوبت آجاتی۔ (ملفوظات حکیم الامت، ص:۱۷۱، ج:۲۳، ملفوظ:۵۰۱)

موئے مبارک کے ساتھ صحابۂ کرامؓ کا معاملہ

حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو حجۃ الوداع یا کسی عمرہ میں حلق کے موقع پر یا عام حالات میں بال تراشنے کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے موئے مبارک حاصل ہوئے، تو انھوں نے ان کو بحفاظت رکھا، اور ان سے برکت حاصل کرتے رہے۔

حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ نے عمرہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے حاصل ہونے والے موئے مبارک اپنی ٹوپی میں سی کر رکھ دیئے تھے، ان کی برکت سے جنگ میں کامیابی ان کے قدم چومتی تھی، علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قد ذَكَرَ غيرُ واحدٍ أن خالدَ بنَ الوليدِ رضى الله عنه كانَ في قلنسوته شعراتٌ من شعرهٖ صلى الله عليه وسلم فلذلك كان لا يقدم على وجه الّا فتح له. (عمدة القاري، ص:٦٣، ج:١٠)

''کئی حضرات نے ذکر کیا ہے کہ حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کی ٹوپی میں رسول اللہ ﷺ کے موئے مبارک میں سے کچھ موئے مبارک تھے، اسی وجہ سے حضرت خالد رضی اللہ عنہ جس جانب پیش قدمی فرماتے تھے، اُنھیں کامیابی حاصل ہوتی تھی۔''

''مجمع الزوائد'' میں ہے:

عن جعفر بن عبد الله بن الحكم؛ أن خالدَ بنَ الوليدِ فَقَدَ قلنسوةً له يومَ اليرموكِ. فقال: اُطْلُبوها، فلم يَجِدُوها. فقال: اُطْلُبوها، فوَجَدُوها، فإذا هي قلنسوةٌ خَلِقَةً، فقال خالد: اعتمر رسول الله صلى الله عليه وسلم فحَلَقَ رأسَه، فابتدَرَ الناسُ جوانبَ شعرهٖ، فسبقتُم الى ناصِيَتِهٖ، فجعلتُها في هذه القلنسوةِ، فلم أشْهَدُ قتالا وهي معي إلّا رُزِقتُ النصرةَ.

قال الحافظ الهيثميُّ: رواه الطبراني وأبو يعلى بنحوهٖ، ورجالُهما رجالُ الصحيح، وجعفر سَمِعَ من جماعةٍ من الصحابةِ، فلا أدري سمع من خالدٍ أم لا. (مجمع الزوائد، ص:٤٣٠، ٤٣١، ج:٩، حديث: ١٥٨٨٢)

''جعفر بن عبداللہ بن الحکم سے مروی ہے، کہ حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کی ٹوپی جنگِ یرموک کے موقع پر گم ہوگئی، اُنھوں نے لوگوں سے فرمایا: اسے تلاش کرو! لوگوں نے تلاش کرنے پر نہیں پائی۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے دوبارہ تلاش کرنے کا حکم فرمایا، اب کی بار لوگوں نے پالی، لوگوں نے دیکھا کہ وہ ایک بوسیدہ ٹوپی ہے۔ (اس کے باوجود جس اہتمام سے اسے تلاش کیا، کروایا، اس پر لوگوں کو تعجب ہوا، تو ان کے تعجب وحیرت کو ختم کرنے کے لیے) حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے عمرہ ادا فرمایا، اس کے بعد اپنے سرِ مبارک کا حلق کرایا، تو لوگ آپ کے سر مبارک کی مختلف جانبوں کے موئے مبارک کی طرف سبقت کی غرض

سے بڑھے، پس میں نے آپ کے سرمبارک کے سامنے کی جانب کے بالوں کے لیے ان سب سے سبقت حاصل کرلی۔ پھر میں نے وہ موئے مبارک اس ٹوپی میں رکھ دیے، اس ٹوپی کے ساتھ جس جنگ میں شریک ہوا، اس میں مجھے کامیابی ہی ملی۔"

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ، الشفاء میں فرماتے ہیں:

كانتُ في قلنسوةِ خالد بنِ الوليدِ شعراتٌ من شعرهِ صلى الله عليه وسلم، فسقطَتُ قلنسوتُهٗ فی بعض حروبہٖ، فشدَّ عليها شدةً انكر عليه أصحابُ النبي صلى الله عليه وسلم لكثرةٍ من قتلٍ فيها، فقال: لم اَفُعَلُها بسببِ القلنسوة. بل لما تضمنته من شعره صلى الله عليه وسلم، لئلا اسلب (وفی نسخة: تسلب) بركتَها وتقع في أيدی المشركين. (الشفاء مع شرحه نسيم الرياض، ص:٤٣٤، ج:٣)

"حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کی ٹوپی میں رسول اللہ ﷺ کے موئے مبارک میں سے کچھ موئے مبارک تھے۔ ایک جنگ میں آپ کی ٹوپی گرگئی، تو اس کے لیے انھوں نے سخت حملہ کیا، (جو) نبی ﷺ کے اصحاب (کو غیر معمولی معلوم ہوا، اس لیے انھوں) نے ان پر نکیر کی؛ کیوں کہ اس حملہ میں بہت آدمی قتل ہوئے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا، کہ میں نے یہ حملہ ٹوپی کی وجہ سے نہیں کیا؛ بلکہ اس میں رسول اللہ ﷺ کے موئے مبارک تھے، ان کی وجہ سے کیا تھا، کہ مبادا کہیں میں ان کی برکت سے محروم نہ ہوجاؤں اور یہ مبارک بال مشرکین کے ہاتھ میں پہنچ جائیں۔"

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق منقول ہے، کہ آپ نے مرضِ وفات میں اپنے بیٹے یزید کو بلایا اور فرمایا:

يا بنیّ؛ انی صَحِبتُ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم، فخَرَجَ لحاجةٍ، فاتَّبعتُه بإداوة، فكساني أحدَ ثوبيه الذی كان علی جلده، فخبأته لهذا اليوم، وأخذَ رسولُ الله صلى الله عليه وسلم من اظفارہٖ وشعرہٖ ذاتَ يوم فأخذتُهٗ وخبأته لهذا اليومِ، فإذا أنامتُّ فاجعل ذلك القميصَ دونَ كفنی ممّا يلی جلدی، وخُذُ ذلك الشعرَ والأظفارَ فاجعلَهُ في فمي وعلى عيني ومواضع السجود مني. (الاستيعاب، ص:٤٧٣، ج:٣)

"اے بیٹے! میں ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے ہم راہ تھا، آپ حاجت کے لیے نکلے، میں چھاگل لے کر آپ کے پیچھے گیا، (اور وضو کرایا) تو آپ نے زیب تن کیے ہوئے دو کپڑوں میں سے ایک کپڑا مجھے عنایت فرمایا، وہ میں نے اس دن کے لیے چھپا رکھا تھا۔ (اسی طرح) رسول اللہ

ﷺ نے ایک دن اپنے ناخن اور بال مبارک کاٹے، تو میں نے انھیں لے لیا تھا اور اس دن کے لیے حفاظت سے رکھ لیا تھا، تو تم اس قمیص کو میرے کفن کے نیچے میرے بدن سے متصل رکھ دینا۔ اور وہ بال اور ناخنِ مبارک لے کر میرے منھ میں اور میری آنکھوں اور سجدہ کی جگہوں پر رکھ دینا۔''

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کی جانب سے موئے مبارک حاصل ہوئے تھے، انھوں نے بھی ان کو بحفاظت رکھا تھا، چناں چہ ''مسند احمد'' میں ہے:

عن محمدِ بنِ عبد اللّٰه بن زيدٍ أن اباهُ حدثهٗ أنه شهد النبيَّ صلى اللّٰه عليه وسلم عندَ المنحر هو ورجل من قريشٍ وهو يقسم الأضاحي، فلم يصبه شيءٌ ولا صاحِبَه، فحَلَقَ رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم رأسَهٗ في ثوبهٖ فأعطاه فقسّم منه علٰى رجالٍ، وقَلَمَ اظفارَهٗ فأعطاه صاحِبَهٗ. قال: فإنَّهٗ عندنا مخضوبٌ بالحناء، والكتمِ يعني شعرَهٗ. (مسند أحمد، ص:٤٢، ج:٤)

''محمد بن عبداللہ بن زید سے مروی ہے کہ ان کے والد عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کیا، کہ وہ اور ایک قریشی آدمی منحر کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب موجود تھے، دراں حالیکہ آپ قربانی کے جانور تقسیم فرمارہے تھے، ان کو اور ان کے ساتھی کو کوئی جانور نہیں ملا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سرِ مبارک کا حلق اس طرح کرایا، کہ موئے مبارک آپ کے کپڑے میں گریں، آپ نے انھیں موئے مبارک عنایت فرمائے اور کچھ موئے مبارک دوسرے لوگوں میں تقسیم فرمائے۔ آپ نے اپنے ناخن مبارک تراشے، وہ ان کے ساتھی کو دیے۔ راوی فرماتے ہیں: وہ یعنی موئے مبارک ہمارے پاس ہیں، جو حناء اور ایک خاص قسم کے پودے کے رنگ سے رنگین ہیں۔''

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس رسول اللہ ﷺ کے موئے مبارک محفوظ تھے، کسی کو نظر بد لگتی، یا کوئی بیمار ہوتا، تو پانی بھیجتے، موئے مبارک اس میں ڈال دیئے جاتے، لوگ وہ پانی استعمال کرتے، تو ان کی برکت سے شفا مل جاتی؛ چنانچہ ''صحیح بخاری'' میں ہے:

حدَّثَنا مالكُ بنُ اسماعيلَ قال: حدثَّنا اسرائيلُ، عن عثمانَ بنِ عبد اللّٰه بن موهب قال: ارسلَني أهلي إلى أم سلمةَ بقدحٍ من ماء - وقَبَضَ اسرائيلُ ثلاثَ أصابعَ - من قصة (او فضة)، فيه (او فيها) شعرٌ من شعرِ النبى صلى اللّٰه عليه وسلم وكان إذا أصاب الإنسانَ عينٌ أو شيءٌ بَعَثَ إليها مخضبه، فأطلعتُ في الجلجل، فرأيتُ

شعراتٍ حُمرًا. (صحیح بخاری، ص:۸۷۵، ج:۲ کتاب اللباس، باب ما یذکر في الشیب).

ترجمہ: (۱) ”امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں، کہ ہم سے مالک بن اسماعیل نے، ان سے اسرائیل نے روایت بیان کی، وہ عثمان بن عبداللہ بن موہب سے نقل کرتے ہیں، کہ میرے گھر والوں نے مجھے پانی کا پیالہ دے کر ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا (اور اسرائیل نے تین انگلیاں سکیڑیں) بالوں کے گچھے کی وجہ سے چاندی کے اس پیالہ کی وجہ سے، جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک تھے۔

جب کسی انسان کو نظرِ بد لگتی، یا کوئی اور عارض و بیماری پیش آتی، تو ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس اپنے ٹب کو بھیجتا، عثمان بن عبداللہ فرماتے ہیں: میں نے ڈبیہ میں جھانکا، تو میں نے سرخ موئے مبارک دیکھے۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے بعد والوں کو حاصل ہوئے۔ چناں چہ ”صحیح بخاری“ میں ہے:

عَنِ ابنِ سیرینَ قال: قلت لعَبِیدةَ: عندنا من شعرِ النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم اَصبناه مِن قبلِ انس او من قبل أهل انس. فقال: لأن تکون عندی شعرة منه أحب اليّ مِنَ الدنیا وما فیها. (صحیح بخاري، ص:۲۹، ج:۱، کتاب الوضوء، باب الماء الذي یغسل به شعرُ الإنسان)

”حضرت محمد ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے، کہ میں نے عبیدہ (سلمانی) سے کہا: ہمارے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چند موئے مبارک ہیں، جو ہمیں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے، یا کہا کہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ کے خاندان کی جانب سے حاصل ہوئے ہیں۔ عبیدہ سلمانی نے کہا: میرے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک موئے مبارک ہونا مجھے دنیا و مافیہا سے زیادہ پسند ہوتا۔“

حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے ”خلق قرآن“ کے مسئلہ میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی آزمائش کا ذکر کرتے ہوئے نقل فرمایا ہے، کہ معتصم کی خلقِ قرآن کی بات نہ ماننے پر اس نے کہا:

خُذُوهُ واخلعوه واسحبوه. قال أحمد: فأخذتُ وسحبتُ وخلعتُ وجيء بالعقابین والسیاط وأنا انظر، وکان معي من شعراتِ النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم

مصرورة في ثوبي، فجردوني منه وصرت بين العقابين. (البداية والنهاية ص:٣٦٨، ج:١٠)

”ان کو پکڑو اور کھینچو اور ان کے ہاتھ اکھیڑ دو، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ مجھے پکڑ کر کھینچا گیا اور میرے ہاتھ اکھیڑے گئے۔ اور میری نظروں کے سامنے تازیانے لگانے کے لیے دو لکڑیاں اور کوڑے لائے گئے۔ میرے ساتھ نبیٔ اکرم ﷺ کے موئے مبارک میں سے چند موئے مبارک تھے، جو میرے کپڑے میں بندھے (رکھے) ہوئے تھے، انھوں نے وہ کپڑا میرے بدن سے اتارلیا اور میں دو لکڑیوں کے درمیان (معلق) ہوگیا۔“

حافظ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں:

قال: وقد كانَ صار اليّ شعرٌ من شعرِ النبي صلى الله عليه وسلم في كُمّ قميصي، فوجَّه اليّ اسحاقُ بنُ ابراهيمَ، يقول: ما هذا المصرور؟ قلت شعرٌ من شعر رسولِ الله صلى الله عليه وسلم وسعى بعضهم ليخرق القميص عنّي، فقال المعتصم لاتخرقوه، فنزع، فظننت أنه إنما دُرِئَ عن القميصِ الخرقُ بالشعر. (سير أعلام النبلاء، ص:٤٨١، ج:٩)

”امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ نبی ﷺ کے موئے مبارک میں سے چند موئے مبارک مجھے حاصل ہوئے تھے، جو میرے کُرتے کی آستین میں تھے، اسحاق بن ابراہیم میرے پاس آکر کہنے لگا: یہ بندھی (رکھی) ہوئی چیز کیا ہے؟ میں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے چند موئے مبارک ہیں، خلیفہ کے آدمیوں میں سے ایک میرا کُرتا پھاڑنے کے لیے لپکا، تو معتصم نے کہا: اس کو مت پھاڑو، پس کرتا اتارلیا گیا، میرے گمان میں موئے مبارک کی برکت کی وجہ سے کرتا پھاڑے جانے سے محفوظ رہا۔“

موجودہ زمانے میں رسول اللہ ﷺ کے موئے مبارک کا وجود

مذکورہ بالا روایات وعباراتِ کتب سے معلوم ہوا، کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے موئے مبارک تقسیم فرمائے تھے، حضراتِ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے انھیں بحفاظت رکھا اور ان سے برکت حاصل کرتے رہے، پھر انھیں سے وہ موئے مبارک بعد والوں میں منتقل ہوئے، ممکن ہے کہ اسی طرح قرناً بعد قرنٍ اور نسلاً بعد نسلٍ موئے مبارک بعد والوں میں منتقل ہوتے ہوئے آج

کے زمانے میں کسی کے پاس پہنچے ہوں، اور وہ اس کے پاس موجود ہوں۔

ترکی میں استنبول کے مشہور عجائب گھر توپ کاپے سرایے میں موجود تبرکات بشمول موئے مبارک کے متعلق شیخ الاسلام حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم اپنے مشہور سفرنامہ ''جہانِ دیدہ'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''یوں تو دنیا کے مختلف حصوں میں آں حضرت ﷺ کی طرف منسوب تبرکات پائے جاتے ہیں، لیکن مشہور یہ ہے، کہ استنبول میں محفوظ یہ تبرکات زیادہ مستند ہیں، ان میں سرورِ دوعالم ﷺ کا جبۂ مبارک، آپ کی دو تلواریں، آپ کا وہ جھنڈا جس کے بارے میں مشہور یہ ہے، کہ وہ غزوۂ بدر میں استعمال کیا گیا تھا، موئے مبارک، دندانِ مبارک، مقوقش شاہِ مصر کے نام آپ کا مکتوبِ گرامی اور آپ کی مہرِ مبارک شامل ہیں۔'' (جہانِ دیدہ، ص:۳۳۸)

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

''طوب قاپی (توپ کاپے) کے میوزیم میں کئی ہال ہیں، ایک ہال میں حضور ﷺ کی دو تلواریں چاندی کے ایک صندوق میں رکھی ہوئی ہیں، یہیں سونے کے دو صندوق ہیں، ایک میں حضور ﷺ کا موئے مبارک اور مہر ہے، جو عقیق کو تراش کر بنائی گئی ہے، مہر گلابی رنگ کے عقیق کی ہے اور بیضوی شکل کی ہے....'' (مقالاتِ حکیم الاسلام، ص:۳۸۷)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ:

حجۃ الوداع میں حضور ﷺ نے اپنے سر کے موئے مبارک اتار کر تقسیم فرمائے ہیں، ظاہر ہے، کہ بال سر پر ہزاروں ہوتے ہیں، وہ کتنوں کے پاس پہنچے ہوں گے، اور اس میں ایک ایک بال کے کتنے حصے کر کے ایک ایک نے آپس میں تقسیم کیے ہوں گے، اور کتنے حفاظت سے رکھے ہوں گے، اس لیے اگر کسی جگہ موئے مبارک کا پتہ چلے، تو اس کی جلدی تکذیب نہ کرنا چاہیے۔ (ملفوظات حکیم الامت، ص:۱۳۹، ۱۴۰، ج:۱۱)

''فتاویٰ رحیمیہ'' میں ہے:

سوال: یہ مشہور ہے، کہ اکثر بڑے شہروں میں اور دیہات میں حضور پُر نور ﷺ کے موئے مبارک ہیں، کیا یہ درست ہے؟ اور کیا اس کی تعظیم کی جائے؟

الجواب: حدیث شریف سے ثابت ہے، کہ نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنے موئے مبارک صحابۂ کرام کو تقسیم فرمائے تھے۔ ''فتاویٰ ابن تیمیہ'' میں ہے: فان النبی صلی اللہ علیہ

وسلم حَلَقَ رأسَهُ، واعطیٰ نصفَهُ لأبی طلحةَ ونصفَهُ قَسَّمَهُ بینَ الناسِ. (ص:۴۳، ج:۱) تو اگر کسی کے پاس ہو، تو تعجب کی بات نہیں۔ اگر اس کی صحیح اور قابل اعتماد سند ہو، تو اس کی تعظیم کی جائے، اگر سند نہ ہو اور مصنوعی ہونے کا بھی یقین نہیں، تو خاموشی اختیار کی جائے، نہ اس کی تصدیق کرے اور نہ جھٹلائے، نہ تعظیم کرے اور نہ اہانت کرے۔ فقط (فتاویٰ رحیمیہ، ص:۲۷۷، ج:۲، مکتبہ رحیمیہ، انڈیا)

موئے مبارک کی زیارت

موئے مبارک اگر اصلی ہوں، تو دیگر تبرکاتِ نبویہ علی صاحبہا الف الف صلاۃ وتحیۃ کی طرح اس کی زیارت باعثِ خیر وبرکت ہے؛ لیکن شرط یہ ہے، کہ اس میں افراط وتفریط نہ ہو، کوئی اعتقادی یا عملی خرابی نہ ہو، رسومِ بدعت اور بے پردگی نہ ہو، زیارت میں کوئی تاریخ و دن معین اور ضروری نہ سمجھا جائے۔

موئے مبارک کا بڑھنا

آج کل بعض اشخاص کا کہنا ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک جن حضرات کے پاس ہیں، ان سے تصدیق حاصل کی ہوئی ہے، کہ موئے مبارک سے دوسرے موئے مبارک پیدا ہوتے ہیں، مثلاً ایک تھا، تو دو تین ہوگئے، کسی کے پاس تو ایک ہی تھا، مگر ایک میں سے پیدا ہوتے ہوتے ایک سو بیس تک پہنچ گئے، اس نے کئی آدمیوں کو دیے۔

مذکورہ بعض اشخاص کی رائے کے تجزیے کے لیے مناسب معلوم ہوتا ہے، کہ اوّلاً سائنٹفک طریقے سے کٹا، یا اکھڑا ہوا بال بڑھ سکتا ہے یا نہیں، ان کو زیر بحث لایا جائے۔

سائنس کہتی ہے، کہ بال اگنے کا عمل غدود (FOLLICLE) میں ہوتا ہے، اور یہ غدود ہماری چمڑی میں ہوتا ہے۔ پھر بال مردہ قراتین خلیے (CELLS KERATIN, PROTEIN) سے بنتا ہے، اور اس کے بڑھنے کے لیے غدود میں خون کا سیلان وجریان ضروری ہے۔

اس اعتبار سے ظاہر ہے، کہ جب بال کٹا یا اکھڑا ہوا ہو، تو وہ از خود بڑھ ہی نہیں سکتا؛ کیوں کہ اس کے بڑھنے کے لیے بنیادی چیزیں چمڑی اور غدود ہی ندارد ہے۔

اس سے معلوم ہوا، کہ جن لوگوں کے پاس واقعتاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک ہیں، ان

کا سائنٹفک طریقے سے بڑھنا تو ناممکن ہے۔

جہاں تک معاملہ ہے خرقِ عادت کے طور پر بڑھنے کا، جسے یا تو معجزہ کا نام دیا جائے یا کرامت کا؛ چناں چہ علامہ شہاب خفاجی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے، کہ خرقِ عادت سے مقصود محض تشریف وتکریم ہو، تو وہ کرامت ہے، خواہ نبی کے ہاتھ پر ظاہر ہو یا ولی کے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ کی عبارت سے یہی مفہوم ہوتا ہے۔ (نسیم الریاض شرح الشفاء للقاضی عیاض: ۴۴۰، ج:۲، الباب الرابع) تو اس کے لیے بنیادی بات یہ معلوم کرنی ہے، کہ رسول اللہ ﷺ کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد خوارق کا ظہور ہوسکتا ہے یا نہیں؟

بعد از وفات خوارق کے ظہور کے سلسلے میں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ نے ''کراماتِ امدادیہ'' میں تحریر فرمایا ہے:

''جاننا چاہیے، کہ بعض اولیاء اللہ سے بعد انتقال کے بھی تصرفات وخوارق سرزد ہوتے ہیں اور یہ امر معناً حدِّ تواتر تک پہنچ گیا ہے۔'' (ملفوظات حکیم الامت، ص:۱۰۴، ج:۲۹ بحوالہ کرامات امدادیہ)

جب ولی سے انتقال کے بعد خوارق کا صدور ہوسکتا ہے، تو اس سے معلوم ہوتا ہے، کہ نبی سے بطریقِ اولیٰ صدور ہوسکتا ہے؛ چناں چہ مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ''دربارِ نبوت کی حاضری کا ایک عجیب واقعہ'' (نبی کریم ﷺ کا معجزہ بعد الوفات) کے زیرعنوان ''فیض الجود'' کے حوالہ سے ایک واقعہ نقل کرنے کے بعد تحریر فرمایا ہے:

''سرورِ عالم ﷺ کے معجزاتِ باہرہ کے سامنے یہ کوئی بڑی چیز نہیں؛ لیکن اس سے یہ امر اور ثابت ہوا، کہ رسالت مآب ﷺ جس طرح روضۂ اقدس میں زندہ تشریف فرما ہیں، اسی طرح آپ کے معجزات کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ اس قسم کے واقعات ایک دو نہیں، سیکڑوں کی تعداد میں امت کے ہر طبقے کو پیش آتے رہتے ہیں۔'' (کشکول، ص:۱۴۹)

اس سے معلوم ہوا، کہ رسول اللہ ﷺ کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد بھی خوارق کا ظہور ہوسکتا ہے، لہٰذا آپ ﷺ کے موئے مبارک کے بڑھنے کا معجزہ یا کرامت مستبعد نہیں؛ بلکہ آپ کے خوارقِ عظیمہ شہیرہ کے سامنے یہ تو ادنیٰ بات ہے؛ مگر آج تک بندہ کی نظر سے کسی معتبر کتاب میں موئے مبارک بڑھنے کا یہ معجزہ یا کرامت نہیں گزری، اور نہ ہی کسی معتبر وثقہ آدمی سے سنی۔

آج جو بعض لوگ کہہ رہے ہیں، کہ ایک موئے مبارک سے دوسرے موئے مبارک پیدا ہورہے ہیں، تو تعجب وحیرت اس بات پر ہے، کہ اس خارقِ عادت امر کا ایسا معنی خیز اخفاء کیوں

ہے؟ اوراس کواس طرح صیغۂ راز میں کیوں رکھا جارہا ہے؟ ایسا کیوں نہیں کیا جاتا، کہ صاحبِ بصیرت وبصارت، معتبر وثقہ اور عادل اشخاص کوموئے مبارک بڑھنے کے اس عمل کا مشاہدہ کرایا جائے؛ تاکہ وہ اس کا حتمی فیصلہ کرسکیں، کہ یہ کسی خداع وتزویر، حیلہ وتدبیر، مسمریزم وقوتِ متخیلہ میں تصرف اورشعبدہ بازی ونظر بندی کی کرشمہ سازی ہے، یاصرف اورصرف کائن من الغیب ہے۔